عہدِ بنو عباس میں خواتین کی قرآنی خدمات کا تجزیاتی مطالعہ

An Analyticle Study of Women's Services for The Qurān in The Era of Banu Abbas

Zaheer Hussain Shah
Ph D Scholar, Mohyi ud Din Islamic University, Nerian Shrif, AJK:zhshahg@gmail.com
Prof. Dr. Muhammad Baqir Khan Khakwani
Ex Dean, Faculty of Arabic and Islamic Studies, Allama Iqbal Open University Islamabad:imamzai@gmail.com

Abstract

This research article describe the Qurānic services of women during the era of Banu Abbas (132AH-923AH). Women played a significant role in the education of the Qurān.These scholars taught Qurānic recitation, interpretation, tajwid (art of recitation) and memorization to children, women and adults, privately and publicly. They engaged with their communities, promoting Qurānic education and values. They memorized and recited the Qurān, serving as role models and inspiring others.Some women became renowned scholars, specializing in Qurānic exegesis, Hadith, and Islamic jurisprudence. They participated in intellectual debates and discussions on Qurānic exegesis and interpretation. They played leadership roles in educational institutions, overseeing Qurānic education programs.The article concludes that these services demonstrate the significant contributions of women made to Qurānic education during the Banu Abbas era, showcasing their scholarship, leadership, and dedication to preserving and transmitting Qurānic knowledge.

Keywords: Qurānic education, services, Debates, Scholars, Role models.

بنو عباس حضرت عباس بن عبد المطلب کی اولاد میں سے تھے۔ مسلمانوں کی پندرہ صدیوں پر محیط تاریخ میں بہت سے خاندان تخت نشین ہوئے لیکن ان میں سے جو عظمت و شوکت اور اہمیت عباسی خاندان کے خلفاء کو حاصل

ہوئی وہ کسی اور کے حصے میں نہ آئی۔اس خاندان نے 132ھ تا 923ھ یعنی تقریباً آٹھ صدیاں حکومت کی۔بغداد میں ان کے آخری خلیفہ مستعصم باللہ کے قتل کے تین سال بعد 659ھ میں مصر میں مملوکوں کے بادشاہ نے عباسی خاندان سے تعلق رکھنے والے ابوالقاسم احمد بن ظاہر کی بیعت کرکے تختِ خلافت پہ بٹھا دیا۔اس طرح مصر میں 659ھ سے 923ھ تک تقریباً 265سال عباسی خلفاء برسرِ اقتدار رہے۔عباسیوں کے یہ آٹھ سو سالہ دورِ حکومت، دورِ عروج، دورِ زوال اور دورِ مصر میں تقسیم ہوتے ہیں۔[1]

یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ اسلام نے پہلی دفعہ خواتین کو عزت و شرف سے ہمکنار کیا۔عورت کے فرائض کے ساتھ ساتھ اس کے حقوق کو بھی واضح کیا۔ما قبل اسلام بلکہ آج بھی اکثر معاشروں میں عورت کو ایک مجبور و مقہور اور قابل نفرت طبقہ سمجھا جاتا ہے۔تاریخ اسلام سے یہ بات ثابت ہے کہ عہدِ بنو عباس کی خواتین درس و تدریس کے میدان میں مردوں سے کسی طرح بھی پیچھے نہ رہیں بلکہ کئی مسلم خواتین کو علم کے مختلف شعبوں میں اس قدر بلند مقام و مرتبہ حاصل تھا کہ بہت سے علماء فضلاء ان سے راہنمائی حاصل کرنے کے لیے ان کے ہاں حاضر ہوتے تھے۔بعض خواتین باقاعدہ درس کا اہتمام کرتی تھیں اور ان کے درس سے نہ صرف خواتین بلکہ علماء بھی مستفید ہوتے تھے۔اکثر معلمات نے قرآن مجید حفظ کیا ہوا تھا اور ان کو قرآن پر بھرپور دسترس حاصل تھی۔وہ اللہ تعالی کے احکامات پر عمل پیرا تھیں۔خواتین نے علومِ قرآن وحدیث کی تعلیم کے سلسلہ میں کافی خدمات سرانجام دیں۔عہدِ بنو عباس میں قرآن حکیم کی تعلیم کی اشاعت کرنے والی خواتین میں سے چند اہم مقام و مرتبہ رکھنے والی خواتین درج ذیل ہیں:

زبیدہ بنت جعفر

زبیدہ بنت جعفر بن ابی جعفر منصور کا اصل نام امۃ العزیز تھا۔خوبصورتی کی وجہ سے دادا نے زبیدہ نام رکھ دیا تھا۔145ھ میں پیدا ہوئیں۔وہ عباسی خلیفہ ہارون رشید کی بیوی اور خلیفہ امین کی والدہ تھیں۔ان کا نکاح ان کے چچازاد بھائی ہارون رشید سے بہت دھوم دھام سے ہوا۔وہ ان کی بہت عزت و تکریم کرتا، انہیں محبوب رکھتا، اور ان کی

[1] ۔جرجی زیدان، تاریخ التمدن الاسلامی، مشورات دار الکتب الحیاۃ بیروت لبنان، ج1، ص287
Jurjī Zaidān,Tarīkh At-Tamadun Islāmī, Manshoorāt Dār Ul Kutab Alhiyat Beruit Lebnan,vol:1,p:287

خواہشات کا احترام کرتا تھا۔ علم دوستی اور رفاہ عامہ سے دلچسپی کی بدولت انہیں اسلامی تاریخ میں بہت شہرت حاصل ہوئی۔[2]

زبیدہ کو قرآن سے بہت شغف تھا۔ وہ اپنی باندیوں کو بھی اس کی طرف طرف راغب کرتی تھیں۔

ابن خلکان نے لکھا ہے:

"انه كان لها مائة جارية يحفظن القران و كل واحدة ورد عشر القران وكان يسمع في قصرها كدوى النحل من قراءة القران"[3]

"ان کی سو سے زیادہ باندیاں تھیں۔ جو زیادہ تر اوقات میں قرآن کریم کی تلاوت اور حفظ میں مشغول رہتی تھیں۔ ان میں سے ہر ایک قرآن کے دسویں حصے کی تلاوت کرتی تھیں۔ ان کی آواز شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کے مثل محل کے باہر تک سنائی دیتی تھی۔"

نفیسہ بنت حسن

نفیسہ بنت الحسن بن زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب کی ولادت 145ھ میں مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ کثرتِ علم کی وجہ سے وہ "نفیسۃ العلم والمعرفۃ" کے نام سے بھی مشہور ہیں۔[4] ان کا نکاح ان کے چچازاد اسحاق المؤتمن سے ہوا، جو امام جعفر صادق کے صاحبزادے تھے۔ شادی کے کچھ عرصہ تک انہوں نے مدینہ میں ہی قیام کیا، پھر اپنے شوہر کے ہمراہ مصر تشریف لے گئیں۔ اہل مصر نے ان کا والہانہ استقبال کیا اور حصول علم اور زیارت کے لئے ان کے گھر جانے لگے۔[5]

---

[2] ۔الزرکلی، خیر الدین، الاعلام قاموس تراجم لاشہر الرجال و النساء من العربِ والمستعربین والمستشرقین، دار العلم للملایین بیروت، ج3، ص42

Zerikli, Khair Ud Din, Al-a'lām Qāmoos Trajjum Alashar arijāl wa Nisaa Min Alarab E Wa Lmustarbeen Wa Lmustshraqeen,Dar Alilam Lilmulayeen Beruit,vol:3,p:42

[3] ابنِ خلقان، احمد بن محمد بن ابو بکر، وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، دار مادر بیروت، ج3، ص314

Ibn e Khulqān, Aḥmad Bin Muḥammad Bin Abu Bakar,Wafiyat Ul Ayan Wanba O Ibna O Zaman,Daar Madar Beruit Lebnan,vol:2,p:114

[4] احمد شبلی، تاریخ تعلیم و تربیتِ اسلامیہ، مترجم محمد امین زبیری، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، ص254

Aḥmad Shibli,Tarikh Taleem O Tarbiyat E Islāmia, Mtarjam Muḥammad Amin Zubairi, Lahore, Idara Sioqafat E Islāmia,p:254

[5] ایضاً ص254　　Ibid P:254

سیدہ نفیسہ نے پورا قرآن کریم حفظ کر لیا کیا تھا اور اس کی آیات کا انہیں گہرا فہم حاصل تھا۔ ساتھ ہی انہیں بہت سی احادیث بھی یاد تھیں۔

حافظت القران الكريم واقبلت على فهم اٰياته و كلماته [6]

''انہوں نے قرآن کریم حفظ کیا آیات اور کلمات کا گہرا فہم رکھتی تھیں۔''

زرکلی نے ان کے بارے میں لکھا ہے؛

"السيده نفيسه عالمه بالتفسير والحديث وكانت تحفظ القران"[7]

''سیدہ نفیسہ تفسیر اور حدیث کی عالمہ اور حافظ قرآن تھیں۔''

ان کے علم و فضل کی شہرت دور دور تک پھیل گئی اور لوگوں نے علم کی پیاس بجھانے کے لئے ان کے گھر کا رخ کیا۔ ان کے شاگردوں میں سب سے اہم نام مشہور و معروف فقہی اور مرجع امام شافعی کا ہے۔ وہ جمعِ حدیث کی غرض سے ان کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ وہ ان کے علم و فضل سے اکتساب فیض کرتے۔ وہ سیدہ نفیسہ کا بہت احترام کرتے تھے۔ جب امام شافعی کا انتقال ہوا تو ان کی میت نفیسہ بنت الحسن کے گھر لائی گئی تا کہ وہ نماز جنازہ ادا کر سکیں۔[8]

فاطمہ نیشاپوری

حضرت فاطمہ ایران کے مشہور شہر نیشاپور میں پیدا ہوئیں۔ بچپن سے ہی ذہین، علم دوست اور نیک فطرت تھیں۔ وہ حافظہ قرآن، عالمہ، مفسرہ اور فقیہہ کی حیثیت سے مشہور ہوئیں۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں حاصل کی اور پھر مزید حصول علم کے لیے بغداد کا سفر کیا، جو اس وقت علوم و فنون کا مرکز تصور کیا جاتا تھا۔

---

[6]۔ ابنِ خلقان، احمد بن محمد بن ابو بکر، وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، دار مادر بیروت، ج 5، ص 424

Ibn e Khulqān, Aḥmad Bin Muḥammad Bin Abu Bakar,Wafiyat Ul Ayan Wanba O Ibna O Zaman,Daar Madar Beruit Lebnan,vol:5,p:424

[7]۔ الزرکلی، خیر الدین، الاعلام قاموس تراجم لاشہر الرجال و النساء من العربِ والمستعربین والمستشرقین، دار العلم للملایین بیروت، ج 8، ص 44

Zerikla, Khair Ud Din,Ala'lam Qamoos Trajjum Alashar Arijal wa Nisaa Min Alarab E Wa Lmustarbeen Wa Lmustshraqeen,Dar Alilam Lilmulayeen Beruit,vol:8,p:44

[8]۔ ایضاً ج 8 ص 44

Ibid vol:8,p:44

فاطمہ کی زیادہ تر توجہ علوم قرآن کی طرف مذکور رہتی تھی۔ انہیں فن قراءت میں کمال حاصل تھا۔ قرآن کریم کے معانی و مطالب سے انھیں کافی دلچسپی تھی۔ حج کی غرض سے مکہ مکرمہ تشریف لے گئیں اور وہاں قرآن کا درس دیناشروع کیا۔ ان بے شمار شاگرد تھے۔ رفتہ رفتہ ان کا حلقہ درس وسیع ہوتا چلا گیااور ان کی شہرت دور دراز علاقوں تک پھیل گئی۔

وہ دوران درس تفسیر کے بعض ایسے نکات پیش کرتی تھیں، جن تک دیگر مفسرین کی رسائی نہیں ہوتی تھی۔ اسی وجہ سے ان کو ''مفسرہ فاطمہ نیشا پوریہ'' کے نام سے جانا جاتا تھا۔ درس قرآن کے علاوہ فاطمہ نے اپنی عبادت و ریاضت اور تعلق باللہ کے لیے وقف کر دی تھی۔ انتہائی سادہ زندگی گزار تیں، سادہ کھانا کھاتیں اور سادہ لباس زیب تن کرتی تھیں۔[9]

مشہور صوفیہ بایزید بسطامی اور ذوالنون مصری نے ان کی عظمت کا اعتراف کیا ہے۔ بایزید بسطامی میں فرماتے ہیں:

ما رایت امراۃ مثل فاطمۃ وما اخبرتہا عن مقام من المقامات الا کان الخبر لھا عیاناً[10]

''میں نے فاطمہ جیسی باکمال عورت نہیں دیکھی۔ مقامات تصوف میں جس مقام کے بارے میں بھی میں نے ان کو بتایا کہ وہ ان کے لیے آئینی تھا۔''

ذوالنون مصری ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

ما رایت احدا اجل من امراۃ رایتھا بمکۃ، یقال لھا فاطمہ النیسابویۃ،کانت تتکلم في فھم القران، وتعجبت منھا، وکانت ولیّہ من اولیاء اللہ تعالی عز وجل وھي استاذتي

''میں نے کسی شخص کو مکہ کی اس خاتون سے بڑھ کر نہیں پایا جنہیں فاطمہ نیشاپوریا کہا جاتا ہے۔ وہ قرآن فہمی کے موضوع پر گفتگو کرتی تھیں، جس پر مجھے تعجب ہوتا تھا۔

---

[9] ۔ کحالہ، عمر رضا، اعلام النساء فی عالم العربِ والاسلام، مؤسسہ رسالہ بیروت، ج4، ص147
Kuḥāla,Umar Raza,A'lām un Nisā Fi Alam al Arab wal Islām ,Moasssisa Risala Beruit, vol:4, p:147

[10] ۔ جامی، عبدالرحمٰن، نفحات الانس، لاہور، شبیر برادرز اردو بازار، ص615
Jami, Abdul Rhman,Nufkat Ul Anas,Lahore,Shabir Brothers Urdu Bazar,p:615

وہ اولیاء اللہ میں سے تھیں اور میری استاد تھیں۔ فاطمہ کو مکہ مکرمہ اور بیت المقدس سے ایک خاص قسم کی محبت اور لگاؤ تھا۔ اس لئے وہ انہی دونوں جگہوں پر رہنے کو ترجیح دیتی تھیں۔ انہوں نے 323 ہجری میں مکہ میں وفات پائی۔[11]

امۃ الواحد

امۃ الواحد چوتھی صدی ہجری کی یگانہ روزگار عالمات میں شمار ہوتی ہیں۔ اصل نام سنیہ تھا۔ والد کا نام حسین بن اسماعیل تھا۔ علم تفسیر، علم حدیث، علم فقہ اور علم فرائض میں درجہ تبحر رکھتی تھیں۔ ان بہت سے مرد وزن نے اکتسابِ فیض کیا۔ وہ اپنے فضل و کمال کی بناء پر خواص و عوام میں ''امامہ'' کے معزز لقب سے مشہور ہو گئی تھی۔

بیان کیا گیا ہے کہ :

'' حفظت القرآن و قرآت القراءت''

''انہوں نے قرآن حفظ کیا اور قرآت سکھاتی تھیں۔''

انہوں نے رمضان المبارک 377ھ میں نوے برس کی عمر میں وفات پائی۔[12]

یاسمینہ سیراوندی

یاسمینہ اپنے زمانے کی بزرگ خواتین میں سے تھیں۔ وہ مفسرہ قرآن تھیں۔ ان کی وعظ وارشاد کی مجلس منعقد ہوتی تھی جس سے بہت بڑی تعداد میں لوگ استفادہ کرتے تھے۔ وہ قرآن کریم کی سورتوں کی تفسیر بیان کرتی تھیں۔

عمر رضا کحالہ نے ان کے بارے میں لکھا ہے؛

''من ربّات الوعظ و الارشاد، کانت تفسّر سورة القران'' [13]

---

[11] ۔ کحالہ، عمر رضا، اعلام النساء فی عالم العربِ والاسلام، مؤسسۃ رسالۃ بیروت، ج4، ص147
Kuḥāla, Umar Raza,Ahlām Un Nisaaa Fi Alam al Arab wal Islām, Moasssisa Risala Beruit,vol:4,p:147

[12] ۔ محمد حسین، الحضارۃ الاسلامیہ او عصر النتھضۃ الاسلام، بیروت، دار الفرقان، ج2، ص178
Muḥammad Hussain, AlhiDara Tul Islāmia Ao Asar Atahudha Tu Islām,Beruit, Dar Alfurqan, vol:2,p:178

[13] ۔ کحالہ، عمر رضا، اعلام النساء فی عالم العربِ والاسلام، مؤسسۃ رسالۃ بیروت، ج5، ص295

"وہ وعظ وارشاد کے ماہرین میں سے تھیں-اور قرآن کریم کی تفسیر کرتی تھیں۔"

ان کی وفات 502ہجری میں ہوئی۔[14]

فاطمہ نیشاپوری

فاطمہ نیشاپوری ایران کے مشہور شہر نیشاپور میں جو علم و فن کا مرکز تھا۔435ھ میں پیدا ہوئیں۔ان کا نام فاطمہ بنت علی بن المظفر بن الحسن بن زعبل ہے۔ان کو "ام الخیر" بھی کہا جاتا تھا۔وہ قرآن کی بہت بڑی عالمہ تھیں۔انہیں علم قراءت میں مہارت حاصل تھی۔وہ دوسروں کو خصوصاً عورتوں کو بھی علم قراءت سکھاتی تھیں۔

کحالہ نے لکھاہے؛

"كانت عالمة بالقران العظيم تعلّمه الجواري"

"وہ قرآن عظیم کی علماء تھی لڑکیوں کو اس کی تعلیم دیتی تھی۔"

محرم 532یا533 نیشاپور میں ان کی وفات ہوئی۔[15]

شیخہ صالحہ

شیخہ صالحہ عبدالواحد بن محمد بن علی بن احمد الشیرازی(جو ابوالفرج کے لقب سے مشہور تھے) کی صاحبزادی اور زین الدین علی بن ابراہیم بن نجا(جو ابن نجیۃ کے نام سے مشہور تھے) کی والدہ تھیں۔ شیخ ابوالفرج اپنے وقت میں شام کے مشہور شیخ اور فقہ حنبلی کے امام تھے۔ فقہ میں ان کی متعدد تصانیف ہیں۔انہوں نے کتاب الجواہر کے نام سے تیس جلدوں میں ایک تفسیر لکھی تھی۔ان کی صاحبزادی نے یہ تفسیر پوری یاد کرلی تھی۔

"كانت تحفظ كتاب الجواهر وهو ثلاثون مجلد اتاليف والدها الشيخ الفرج وأقعدت أربعين سنة في محرابها"

Kuḥāla,Umar Raza,A'lām un Nisā Fi Alam al Arab wal Islām ,Moasssisa Risala Beruit, vol:5, P:295

[14]۔ کحالہ، عمر رضا، اعلام النساء فی عالم العربِ والاسلام، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، ج5، ص295
Kuḥāla,Umar Raza,A'lām un Nisā Fi Alam al Arab wal Islām ,Moasssisa Risala Beruit, vol:5,P:295

[15]۔ کحالہ، عمر رضا، اعلام النساء فی عالم العربِ والاسلام، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، ج4، ص85
Kuḥāla,Umar Raza,A'lām un Nisā Fi Alam al Arab wal Islām ,Moasssisa Risala Beruit,vol:4,P:85

وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے ماموں سے تفسیر پڑھتا اور جو اپنی والدہ کے پاس آتا تو مجھ سے دریافت کرتی کہ آج تمہارے ماموں نے کس سورۃ کی تفسیر بیان کی؟ اور انہوں نے کیا کیا باتیں بتائیں میں ان کو بتاتا تو وہ پوچھتی کہ اس سورت کی تفسیر میں انہوں نے فلاں بات بتائی کہ نہیں؟ میں جواب دیتا نہیں۔ تو وہ فرماتیں تمہارے ماموں نے فلاں آیت کی تفسیر میں فلاں فلاں باتیں چھوڑ دیں۔

الشیخۃ الصالحۃ بڑی نیک خاتون اور حافظہ قرآن تھیں۔ ساتھ ہی انہیں علم تفسیر سے بھی گہری واقفیت تھیں۔ ذیل طبقات الحنابلہ میں ہے؛

"كانت صالحة حافظة تعرف التفسير"

وہ نیک خاتون تھیں انہیں قرآن کریم حفظ تھا وہ تفسیر بھی جانتی تھی۔[16]

ام العز بنت محمد

ام العز کا سلسلہ نسب یہ ہے؛"ام العز بنت محمد بن علی بن ابی غالب العبدری الدانی"۔ بڑی صاحب علم خاتون تھیں۔ وہ نہایت عمدہ قاریہ تھیں۔ انہیں قرآت سبعہ میں بہت مہارت حاصل تھی۔ ان کے پاس کثیر تعداد میں مرد و زن بغرضِ استفادہ حاضر ہوتے تھے۔ عمر رضا کحالہ نے لکھا ہے:

"وكانت تحسن القرات السبع"

"وہ قرات سبعہ میں ماہر تھی"۔

ان کی وفات 610ھ ہوئی۔ [17]

خدیجہ بنت حسن

ان کا پورا نام خدیجہ بن الحسن بن علی بن عبد العزیز القرشیۃ ہے۔ یہ دمشق کے رہنے والی تھی۔ ان کا شمار اپنے دور کی عمدہ حافظات قرآن میں ہوتا ہے اس کے ساتھ ساتھ انہیں دین میں بھی بڑا تفقہ حاصل تھا انہوں نے احمد بن الموازینی سے سماع کیا تھا۔

---

[16] ۔ابن رجب، عبد الرحمٰن بن احمد، کتاب الذیل علی طبقات الحنابلہ، ریاض، مکتبہ العلیاء، ج2، ص536

Ibn E Rajab, Abdul Reḥmān Bin Aḥmad,Kitab Azail Ala Tabqatil Hanabila, Riyadh, Maktaba Akulia, vol:2,p:536

[17] ۔ابن الابار، محمد بن عبد اللہ بن ابو بکر القضاعی، التکملۃ لکتاب الصلۃ، بیروت، دار الفکر، ج4، ص263

Ibn Ul Abar,Muḥammad Bin Abdullah Bin Abu Bakar Alqdhai,Atakmila Lilkitab Assila, Beruit, Dar Fikar,vol:4,P:263

کحالہ نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ قرات اور تجویدِ قرآن میں بھی ماہر تھیں۔

"حافظت القران الکریم واتقنت تجوید قراءته"

قرآن کی حافظہ اور تجوید و قرآت کی ماہر تھیں"۔

انہوں نے 641ھ میں وفات پائی۔[18]

عجیبہ بنت محمد باقداری

عجیبہ بنت محمد کی ولادت 554 ہجری میں ہوئی۔اور ان کا وصال 647ھ سال کی عمر میں ہوا۔ان کو اسلامی علوم اور بالخصوص قرات قرآن اور علوم حدیث میں مہارت حاصل تھی۔انہوں نے عبدالحق اور عبداللہ بن ابی منصور الموصلی سے احادیث سنی تھیں۔ابوالمعالی محمد بن الماس علماء سے "کتاب السنہ فی الایمان ومعاملۃ وسنتہ ونقصانہ" کی روایت کی۔ان سے بہت سے لوگوں نے احادیث روایت کی ہیں۔انہوں نے حافظ ابو موسی محمد بن ابی بکر الاصبہانی سے بغوی کی مختلف تصانیف کے منتخبات کی روایت کی تھی۔[19]

عجیبہ بنت محمد نے علوم قرآن کی مختلف کتابوں کی روایت کی ہے اور ان سے بعد کے لوگوں نے اخذ کیا ہے۔ مثلاانہوں نے ابراہیم اسحاق الحربی کی کتاب "سجود القرآن" کی روایت کی اور ان سے اس کتاب کو محمد بن ناصر بن احمد بن حلاوہ اور سراج الدین ابو حفص

عمر القزوینی نے پڑھا۔ سراج الدین قزوینی نے ان سے ابو عبداللہ محمد بن ایوب البجلی کی کتاب "فضائل القرآن المجید" پڑھی تھی۔[20]

---

[18]۔ کحالہ، عمر رضا،اعلام النساء فی عالم العربِ والاسلام، مؤسسہ رسالۃ بیروت، ج4، ص325
Kuḥāla,Umar Raza,A'lām un Nisā Fi Alam al Arab wal Islām ,Moasssisa Risala Beruit,vol:1,P:325

[19]۔ ذہبی، محمد بن احمد بن عثمان، سیر اعلام النبلاء، مؤسسہ الرسالہ بیروت، ج23، ص233،232
Zahbi,Muḥammad Bin Aḥmad Bin Usman,Siar Aalam Anubala,Moasisa Arisala Beruit,vol:23,p:232,233

[20]۔ کحالہ، عمر رضا،اعلام النساء فی عالم العربِ والاسلام، مؤسسہ رسالۃ بیروت، ج3، ص258،257
Kuḥāla,Umar Raza,A'lām un Nisā Fi Alam al Arab wal Islām , ,vol:3,P:257.258

خدیجہ بنت قیم

خدیجہ بنت القیم کا تعلق بغداد سے تھا۔اسی وجہ سے انہیں البغدادی ابھی کہا جاتا ہے۔اپنے وقت کی بہترین واعظہ اور قاریہ تھیں۔اس کے ساتھ ہی ان کو دین میں تفقہ حاصل تھا۔وعظ وارشاد کی مجالس منعقد کرتی تھیں۔جن میں لوگوں کی بڑی تعداد میں شریک ہوتے تھے۔[21] خدیجہ قرآن کریم کی بہت عمدہ قاریہ تھی۔بہت سے لوگوں نے ان سے تجوید،قرآن اور قرأت کا علم حاصل کیا تھا۔ان کے بارے میں عمر رضا کحالہ فرماتے ہیں:

"کانت قارئة للقران الکریم و قرأ علیها خلق تجوید قراءة القران وغیره"

قرآن کریم کی بہترین قاری آتی تھی بہت سے لوگوں نے ان سے تجوید اور قرات کا علم سیکھا تھا۔

ان کا انتقال 699ھ میں ہوا۔[22]

خدیجہ بنت ہارون

ان کا پورا نام خدیجہ بنت ہارون بن عبداللہ المغربیہ الدوکالیہ ہے۔640ھ میں ان کی ولادت ہوئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے پندرہ حج کیے جن میں سے تیرہ حج پیدل اور دو سواری پر کیے۔خدیجہ بنت ہارون کو قرات کی کتاب ''الشاطبیہ'' پوری یاد تھی۔انہوں بہت سے لوگوں بالخصوص عورتوں کو قرآتِ قرآن سکھائی۔کحالہ نے لکھا ہے کہ:

"قارئة من قارئات القران الکریم بالروایات السبع"

''ساتوں قرأت کے ساتھ قرآن کریم کی عمدہ قارئیہ تھیں''۔

انہوں نے 5 محرم 695ھ میں وفات پائی۔[23]

---

[21]۔ ابن العماد، عبدالحہ بن احمد بن محمد، شذرات الذهب فی اخبار من ذهب، دار ابنِ کثیر بیروت، ج7، ص781

Ibn Ul Imad Abdul Hiye Bin Aḥmad Bin Muḥammad,Suzrat Uz Zahab Fi Akhbar Man Zahab,Dar Ibn E Kasir Beruit,vol:7,P:781

[22]۔ کحالہ، عمر رضا، اعلام النساء فی عالم العربِ والاسلام، مؤسسہ رسالۃ بیروت، ج1، ص339

Kuḥāla,Umar Raza,A'lām un Nisā Fi Alam al Arab wal Islām ,Moasssisa Risala Beruit, vol:1,P:339

[23]۔ کحالہ، عمر رضا، اعلام النساء فی عالم العربِ والاسلام، مؤسسہ رسالۃ بیروت، ج1، ص345

Kuḥāla,Umar Raza, A'lām un Nisā Fi Alam al Arab wal Islām ,Moasssisa Risala Beruit, vol:1, P:345

فاطمہ بنت قاسم برزالی

ان کا نام فاطمہ باپ کا نام القاسم، کنیت ام الحسن اور نسبت البرزالی تھی۔اپنے وقت کی مشہور قاریہ و محدثہ تھیں۔انہوں نے اپنے زمانے کے مشہور علماء سے احادیث سنیں تھی۔فاطمہ نے قرآن کریم حفظ کرر کھا تھا۔ وہ عمدہ خطاط تھیں۔قرآن، حدیث اور دیگر علوم کی متعدد کتابیں انہوں نے اپنے ہاتھ سے لکھی تھیں۔بیان کیا گیا ہے کہ :

"محدثه سمعت الحديث من جماعة و حفظت القرآن الكريم"

''محدثہ تھیں۔بہت سے لوگوں سے انہوں نے حدیث سن رکھی تھی۔وہ حافظہ قرآن بھی تھیں''۔

731ھ میں ان کی وفات ہوئی۔[24]

ست الوزراء

ست الوزراء، محمد بن عبدالکریم بن عثمان (جو ابنِ سماع کے نام سے مشہور ہیں) کی بیٹی ہیں۔ست الوزراء کی ولادت 659ھ میں ہوئی۔وہ قرآن کریم کی اچھی قاریہ تھیں۔لوگ خصوصاً خواتین نے ان سے استفادہ کیا۔وہ قرآن حکیم کی کتابت بھی کرتی تھیں۔طبقاتِ حنفیہ میں ہے کہ :

"كتبت وقرأت القرآن"

''قرآن کریم لکھتی اور پڑھتی تھیں''۔

736ھ میں انہوں نے وفات پائی۔[25]

ام فاطمہ عائشہ

ام فاطمہ عائشہ 661ھ میں پیدا ہوئیں۔ان کے والد کا نام ابراہیم بن صدیق تھا۔وہ اپنے زمانے کی مشہور محدثہ، قاریہ اور حافظہ قرآن تھیں۔ان میں پرہیزگاری اور دینداری بدرجہ اتم پائی جاتی تھی انہوں نے ابوالفضل بن عساکر اور دیگر علماء سے احادیث سنیں اور ان سے بہت سے لوگوں نے احادیث اخذ کیں۔

---

[24]۔ابن العماد، عبدالحہ بن احمد بن محمد، شذرات الذھب فی اخبار من ذھب، دار ابنِ کثیر بیروت، ج8، ص169

Ibn Ul Imad Abdul Hiye Bin Aḥmad Bin Muḥammad,Suzrat Uz Zahab Fi Akhbar Man Zahab, Dar Ibn E Kasir Beruit,vol:8,P:169

[25]۔قریشی، عبدالقادر بن محمد بن محمد بن نصر اللہ، الجواہر المضیہ فی طبقاتِ الحنفیہ، قاہرہ، ھجر للطباعۃ والنشر والتوزیع، ج4، ص119

Qurashi, Abdul Qadir Bin Muhaammad Bin Muḥammad Bin Nasar Ullah,Aljwahir Almadhia Fi Tabaqatil Hanfia,Qahira,Hijar Litibaate Wan Nashri Wa Tozee,vol:4,P:119

ام فاطمہ عائشہ نے متعدد عورتوں کو قراتِ قرآن سکھائی۔انہیں قرآن پڑھایااوراس کے علوم سے بہرہ مند کیاعائشہ بنت ابراہیم کی قرآن فہمی اور عبادت وریاضت کااعتراف بہت سے علماء نے کیاہے۔

علامہ ابن کثیر نے لکھاہے:

"كانت عديمة النظير في نساء زمانها لكثرة عبادتها و تلاوتها واقرائها القران العظيم بفصاحة وبلاغه واداء صحيح، يعجز كثير من الرجال عن تجويده، ختمت نساءاً كثيراً و قرأعليها من النساء خلق"

"اپنے زمانے کی عورتوں میں کثرت عبادت، تلاوت قرآن اور فصاحت و بلاغت اور صحیح ادا کے ساتھ قرآن پڑھانے کے معاملے میں کوئی دوسراان کاہمسر نہ تھا۔ان کی طرح کی قراءت کرنے سے بہت سے مرد حضرات عاجز تھے۔انہوں نے بہت سی عورتوں کاقرآن ختم کروایااور بہت سی عورتوں نےان سے قرآن حکیم پڑھا"۔

ان کی وفات جمادی الاولیٰ 741ھ میں ہوئی اورانہیں صوفیہ کے مشہور مقبرہ میں شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کے برابر میں دفن کیاگیا۔[26]

حکیمہ بنت محمود

ان کا پورا نام حکیمہ بنت محمود بن محمود تھاان کی ولادت 698ھ میں ہوئی۔اپنے زمانہ کی مشہور قاریہ تھیں۔لوگوں کی کثیر تعدادنےان سے استفادہ کیا۔عمر رضاکحالہ نے لکھاہے:

"قارئة للقران الكريم"

"قرآن کریم کی قاریہ تھی"

انہوں بہت سے لوگوں بالخصوص مشہور علماء کو بھی قرآتِ قرآن سکھائی۔اپنے وقت کے مشہور عالم دین الطاؤسی، علاءالدولہ السمنانی اورمزی وغیرہ نےان سے علم قراءت حاصل کیاتھا۔[27]

[26]۔ابنِ کثیر، عمادالدین ابوالفداءاسماعیل بن عمر،البدایہ والنھایہ،دار ھجر بیروت،ج8،ص421
Ibn E Kasir Imad Ud Din Abu Alfida Ismail Bin Umar,Albidaia Wa Alnihaia, Dar Hijar Beruit,vol:8,P:421

[27]۔کحالہ، عمر رضا،اعلام النساءفی عالم العربِ والاسلام،مؤسسہ رسالہ بیروت،ج1،ص287
Kuḥāla,Umar Raza,A'lām un Nisā Fi Alam al Arab wal Islām ,Moasssisa Risala Beruit, vol:1 ,P:287

سلمیٰ بنت محمد بن جزری

سلمیٰ بنت محمد بن الجزری کو ام الخیر کے نام سے بھی جانا جاتا تھا۔اپنے وقت کی ماہر قاریہ و مدرسہ تھیں۔یہ مشہور مؤلف کتاب ''غایۃ النہایہ فی طبقات القراء'' کی صاحبزادی تھیں۔ان کے پاس جوق در جوق قرآت قرآن سیکھنے کے لیے آتے تھے۔ان کی ولادت اور وفات کے سال تو مذکور نہیں البتہ نگاروں نے لکھا ہے کہ وہ 831ھ میں باحیات تھیں۔

"قارئة مجودة، شاعرة۔ حفظت القرآن وقرأتها بالقراءات العشر و كتبت الخط الجيد و نظمت باللغتين العربية و الفارسية "[28]

''سلمیٰ اپنے وقت کی ماہر قاریہ تھیں۔انہوں نے قرآن کریم حفظ کیا اور اسے دس قراءتوں کے ساتھ پڑھا تھا۔وہ بہت خوش خط اور عمدہ تحریر کی مالک تھیں۔انہوں نے عربی اور فارسی دونوں زبانوں میں شاعری کی ہے۔''

فاطمہ بنت محمد

ان کا سلسلہ نسب یہ ہے۔فاطمہ بنت محمد بن یوسف بن احمد بن محمد الدیروطی۔وہ عالمہ و فاضلہ اور حافظہ قرآن تھیں۔انہیں دیگر بہت سی کتابیں بھی حافظ تھیں۔مثلاً عقیدہ الغزالی،اربعین النووی،نویۃ السخاوی وغیرہ۔انہوں نے اپنے والد سے قرآن کا فہم وتدبر حاصل کیا۔پھر وہ انہیں قاہرہ لے آئے تو وہاں انہوں نے شہاب سکندری اور زین جعفر سے علم قرات حاصل کیا۔اس فن کی مشہور کتاب ''الشاطبیہ'' کے ذریعے اس میں مہارت حاصل کی۔ان سے عورتوں اور مردوں کی بڑی جماعت نے استفادہ کیا ہے۔بیرم بنت احمد بن محمد الدیروطیہ نے بھی ان سے پڑھا۔وہ مشہور محدث سخاوی کی ہم عصر تھیں۔انہوں نے دیروط میں سکونت اختیار کی۔[29]

---

[28]۔ جزری، محمد بن محمد بن علی بن یوسف، غایۃ النہایہ فی طبقات القراء، قاہرہ، دار اللؤلؤۃ، ج2، ص129
Jazri,Muḥammad Bun Muḥammad Bin Ali Bin Yousaf,Ghaytu Nahaya Fi Tabqat e Lqura,Qahira,Dar Allulu,vol:2,P:129

[29]۔ کحالہ، عمر رضا، اعلام النساء فی عالم العربِ والاسلام، مؤسسہ رسالۃ بیروت، ج4، ص141
Kuḥāla,Umar Raza,A'lām un Nisā Fi Alam al Arab wal Islām ,Moasssisa Risala Beruit,vol:4,P:141

عائشہ بنت حریری

عائشہ بنت الحریری بڑی سخی وفیاض خاتون تھیں۔ انہوں نے طلبہ وطالبات کے لیے مدارس قائم کیے۔ان کا شمار اپنے وقت کے مخیر لوگوں میں ہوتا تھا۔انہوں نے اپنا تمام سرمایہ غریبوں کی امداد اور قرأت قرآن سکھانے میں خرچ کر دیا تھا۔رمضان 878ھ میں

انہوں نے 80 سال کی عمر میں وفات پائی۔[30]

فاطمہ بنت علی

ان کا سلسلہ نسب یہ ہے؛فاطمہ بنت علی بن ہاشم بن غزوان الھاشمیہ۔ ان کا شمار بھی سخی اور فیاض خواتین میں ہوتا ہے۔انہوں مدارس قائم کیے۔خود بھی تعلیم کو عام کیا اور مدارس کی نگرانی بھی کی۔وہ قرآن کریم کی قرأت میں مہارت رکھتی تھیں۔رمضان 867ھ میں ان کی وفات ہوئی۔[31]

بیرم بنت احمد

ان کا پورا نام بیرم بنت احمد بن محمد الدیروطیۃ تھا۔وہ قرآن کریم کی مشہور قاریہ تھیں۔انہوں نے شمس بن صائغ سے قرأت سبعہ کی تعلیم حاصل کی تھی۔اور اسے ان کی بیٹی فاطمہ کے پاس مکمل کیا تھا۔بیرم بنت احمد اپنے والد کے ساتھ بیت المقدس آگئی اور وہاں کے شیوخ سے علمی استفادہ کیا۔ وہ عورتوں کو قرآن کی تعلیم دیتی اور قرآت سکھانے کے ساتھ ساتھ ان کے درمیان وعظ و نصیحت کیا کرتی تھیں۔ ان کو بہت سی کتابیں حافظ تھیں مثلا العمدۃ،اربعین النووی، الشاطبیین،البردۃ،عقیدۃ الغزالی وغیرہ۔اس کے علاوہ وہ ریاض الصالحین،طہارت القلوب، اور رسالہ ابن ابی زیدون کثرت سے پڑھتی تھیں۔انہوں نے نویں صدی ہجری میں وفات پائی۔[32]

---

[30]۔ کحالہ،عمر رضا،اعلام النساء فی عالم العرب والاسلام،مؤسسہ رسالۃ بیروت،ج3،ص132
Kuḥāla, Umar Raza, A’lām un Nisā Fi Alam al Arab wal Islām, Moassisa Risala Beruit, vol:3,P:132

[31]۔ یوسف، محمد خیر، قارئات حافظات،ریاض،دار ابنِ خزیمہ،ص88،89
Yousaf, Muḥammad Khair, Qaariat Hafizat, Riyadh,Dar Ibn E Khuzaima,P:88,89

[32]۔ یوسف، محمد خیر، قارئات حافظات،ریاض،دار ابنِ خزیمہ،ص28،29
Yousaf,Muḥammad Khair,Qaariat Hafizat,Riyadh,Dar Ibn E Khuzaima,P:28,29

زینب بنت ابراہیم

ان کا سلسلہ نسب یہ ہے؛زینب بنت ابراہیم بن محمد احمد التنوجی۔وہ قاریہ تھیں اور فن کتابت میں مہارت رکھتی تھی۔انہوں نے علم قرأت حاصل کیا تھا۔اور دیگر علوم وفنون کی کتابوں کا مطالعہ بھی کیا تھا۔عورتیں اور بچے ان کے پاس علمِ قرآت سیکھنے کے لیے آتے تھے۔انہوں نے ربیع الاول 879ھ میں وفات پائی۔[33]

ام الخیر بنت احمد

ام الخیر بنت احمد محمد بن عیسی کو امینہ بنت مکینہ کے نام سے بھی جانا جاتا تھا۔ان کی ولادت 810ھ میں ہوئی۔وہ قرآن کی بہترین قاریہ اور حافظہ تھیں۔انہوں نے کثیر تعداد میں لوگوں کو قرآت سکھائی اور قرآن پڑھایا۔بقائی نے ماہ صفر 849 میں ان سے ملاقات کی اور ان سے علم قرأت حاصل کیا۔

بقائی کہتے ہیں:

"ام الخير بنت احمد كاتبة، قارئة، حافظة واجاز لها جماعة"[34]

"ام الخیر بیک وقت قاریہ کاتبہ اور حافظہ قرآن تھیں۔انہیں بہت سی علما کی جانب سے اجازت حاصل تھی"۔

فاطمہ بنت قاتبای العمری

فاطمہ بنت قاتبای العمری ربیع الاول 811ھ میں پیدا ہوئیں۔بڑی سخی اور فیاض خاتون تھیں۔طلبہ کا بہت خیال رکھتی تھی۔وہ تفسیر اور حدیث کی کتابوں کا کثرت سے مطالعہ کرتی تھیں انہیں قرأت کا علم حاصل تھا۔درس و تدریس میں ماہر تھیں۔کثیر تعداد میں طلبہ وطالبات کو مستفید کیا۔ان کی وفات جمادی الاولیٰ 892ھ میں ہوئی۔[35]

---

[33]۔سخاوی،شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن،الضوءاللامع،دارالجلیل بیروت،ج12،ص39
Sakhawi,Shams Ud Din Muḥammad Bin Abdul Reḥmān,Adhao Allame,Dar Jalil Beruit,vol:12:P:39

[34]۔ سخاوی،شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن،الضوءاللامع،دارالجلیل بیروت،ج12،ص143
Sakhāwi,Shams Ud Din Muḥammad bin Abdul Reḥmān,Adhao Allame,Dar Jalil Beruit,vol:12:P:143

[35]۔یوسف،محمد خیر،قارئات حافظات،ریاض،دارابنِ خزیمہ،ص93،92
Yousaf, Muḥammad Khair, Qāriat Hafizāt, Riyadh, Dār Ibn E Khuzaima, P:92,93

فاطمہ بنت عبداللہ

ان کا پورا نام فاطمہ بنت عبداللہ بن التوکل اللہ المطہر الحسنی تھا۔ان کا شمار اپنے زمانے کی نیکی و شرافت، فضل و کمال اور دین داری وصلاح والی خواتین میں ہوتا تھا۔انہیں مختلف علوم میں مہارت حاصل تھی۔انہوں نے اصولِ دین کی بعض کتابوں کا مطالعہ کیا تھا۔اور شرح کی کتابوں کو پڑھا تھا۔فاطمہ بنت عبداللہ کو سورت توبہ تک قرآن کریم حفظ تھا۔وہ روزانہ قرآن کریم کے سات پاروں کی تلاوت کیا کرتی تھیں۔910ھ میں ان کی وفات ہوئی اور انہیں صنعاء کی مسجد الوشلی میں دفن کیا گیا۔[36]

خلاصہ کلام و نتائج

حاصل کلام یہ ہے کہ صدرِ اول سے لے کر عصرِ حاضر تک ہر دور میں خواتینِ اسلام نے دینی علوم بالخصوص قرآنی علوم کی اشاعت میں جلیل القدر خدمات سرانجام دی ہیں۔عہدِ بنو عباس اکثر معلمات نے قرآن مجید حفظ کیا ہوا تھا اور ان کو قرآن پر بھرپور دسترس حاصل تھی۔وہ اللہ تعالی کے احکامات پر عمل پیرا تھیں۔عہدِ بنو عباس کی خواتین درس وتدریس کے میدان میں مردوں سے کسی طرح بھی پیچھے نہ رہیں۔تاریخ اسلام سے یہ بات ثابت ہے کہ کئی مسلم خواتین کو علم کے مختلف شعبوں میں اس قدر بلند مقام و مرتبہ حاصل تھا کہ بہت سے علماء فضلاء ان سے راہنمائی حاصل کرنے کے لیے ان کے ہاں حاضر ہوتے تھے۔بعض خواتین باقاعدہ درس کا اہتمام کرتی تھیں اور ان کے درس سے نہ صرف خواتین بلکہ علماء بھی مستفید ہوتے تھے۔

اس تحقیقی آرٹیکل کی روشنی میں درج ذیل نتائج واضح ہوتے ہیں۔

1۔اکثر معلمات نے قرآن مجید حفظ کیا ہوا تھا اور ان کو قرآن پر بھرپور دسترس حاصل تھی۔

2۔اسلام نے پہلی دفعہ خواتین کو عزت و شرف سے ہمکنار کیا۔عورت کے فرائض کے ساتھ ساتھ اس کے حقوق کو بھی واضح کیا۔

3۔عہدِ بنو عباس کی خواتین درس وتدریس کے میدان میں مردوں سے کسی طرح بھی پیچھے نہ تھیں۔

[36]۔کحالہ، عمر رضا، اعلام النساء فی عالم العربِ والاسلام، مؤسسۃ رسالۃ بیروت، ج4، ص69
Kuḥāla,Umar Raza, A'lām un Nisā Fi Alam al Arab wal Islām , vol:4,P:69

4۔تاریخ اسلام سے یہ بات ثابت ہے کہ کئی مسلم خواتین کو علم کے مختلف شعبوں میں اس قدر بلند مقام ومرتبہ حاصل تھا کہ بہت سے علماء فضلاء ان سے راہنمائی حاصل کرنے کے لیے ان کے ہاں حاضر ہوتے تھے۔ بعض خواتین باقاعدہ درس کا اہتمام کرتی تھیں اور ان کے درس سے نہ صرف خواتین بلکہ علماء بھی مستفید ہوتے تھے۔

5۔عہدِ بنو عباس میں خواتین کا رسمی طور پر مذہبی اسکولوں میں طلبہ کے طور پر داخل ہونا عام نہیں تھا۔ لیکن خواتین کے لیے مساجد، مدرسے اور دیگر عوامی مقامات پر غیر رسمی لیکچرز اور مطالعہ کے سیشن میں حصہ لینا ایک عام بات تھی۔تاریخی طور پر، بعض مسلم خواتین نے کئی مذہبی تعلیمی اداروں کی بنیاد رکھنے میں ایک اہم کردار ادا کیا۔

سفارشات

اس آرٹیکل کی روشنی میں درج ذیل سفارشات پیش کی جاتی ہیں۔

1. اسلام مسلم عورتوں کے مذہبی تعلیم کو فروغ کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔لہٰذا طلبہ خصوصاً بچیوں کے لیے محلے کی سطح پر گھروں اور مساجد میں مدارس و تعلیمی ادارے قائم کرنے چاہیں۔
2. قرآن حکیم، حدیثِ رسول علیہ التحیۃ والثناء اور فقہ کی تعلیم کا اہتمام خصوصاً بچیوں کے لیے ضرور کرنا چاہیے، تاکہ وہ معاشرے کی مفید رکن بن سکیں۔
3. طلبہ کو مفید سوالات کرنے کی فضا مہیا کی جانی چاہیے، تاکہ ان میں خود اعتمادی پیدا ہو۔
4. موجودہ دور میں اگرچہ کئی مقامات پہ خواتین کا رسمی طور پر باقاعدہ دینی یا عصری علوم کے ادارے میں داخل ہونا ممکن نہیں، لہٰذا خواتین کے لیے مساجد یا مدرسۃ البیت اور دیگر عوامی مقامات پر غیر رسمی تعلیم، لیکچرز اور مطالعہ کے سیشن میں حصہ لینے کی ترغیب دی جاسکتی ہے۔
5. مسلم خواتین کی بیان کردہ خدمات کی روشنی میں رسمی تعلیمی اداروں کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے۔
6. اگر خواتین کو مواقع فراہم کیے جائیں تو وہ معاشرے کی بہترین فرد بن سکتی ہیں۔
7. انسانوں کو تعلیم و تربیت اور اصلاح کی تعلیمات ان کی زندگی کو بہتر بناتی ہیں۔اس لیے انسان کو اللہ تعالیٰ کی عظمت و حکمت کو سمجھتے ہوئے اپنے ایمان، علم اور فہم میں اضافہ کرنا چاہیے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.